(چھٹی قسط)

فن
تاریخ گوئی کی ابتداء

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خاں ڈبل ایم، اے، پی، ایچ، ڈی، (لیکچرر انگلش)
انٹر کالج اٹاوہ ضلع کوٹہ (راجستھان)

اختلافات حساب جمل:

فن تاریخ گوئی میں جن حروف کے اعداد متعلق اختلافات نظر آتے ہیں وہ (۱) الف ممدودہ (۲) الف مقصورہ (۳) کھڑا زبر (الف) (۴) ہمزہ (۵) حرف مشدد (۶) تائے مربوط یعنی گول ۃ اور (۷) کاف بیانیہ ہیں۔ لیکن ان میں بھی صرف الف ممدودہ، ہمزہ اور تائے مربوط کے سلسلے میں ہی زیادہ اختلاف ہے کہ ان کے اعداد بہ اعتبار کتابت شمار کئے جائیں یا محض تلفظ کو مد نظر رکھتے ہوئے عدد اخذ کئے جائیں۔ آئندہ سطور میں اساتذۂ فن کے اختلافات کو سامنے رکھتے ہوئے اس سلسلہ میں صحیح اصول منتخب کرنے اور کسی حتمی رائے پر پہنچنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ کسی مادہ کے سامنے یا نیچے اگر تاریخ گو مطلوبہ سنہ ہندسوں میں درج نہیں کرے تو قاری بھی اسے درست سنہ برآمد کر سکے۔

اس سلسلہ میں ابتداءً اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ فن تاریخ گوئی میں ترجیح طرز کتابت کو حاصل ہے یا تلفظ کو۔ اساتذۂ فن کا اس بات پر کلی اتفاق ہے کہ اس فن کا مدار کتابت پر ہے نہ کہ تلفظ پر۔ میر عبدالجلیل بلگرامی [۱] (م ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء) علامہ غلام علی آزاد بلگرامی [۲] (م ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۶ء) سید محمد علی جویا [۳] (م ۱۲۸۷ھ/۱۸۸۰ء کے بعد) منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی [۴] (م ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) حکیم ضامن علی جلال لکھنوی [۵] (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) عبدالعزیز دلا مدراسی [۶]

---

[۱] و [۲] بحوالہ غرائب الجمل صفحہ ۸۰، ۸۱　[۳] خیابان تاریخ (سرود غیبی) صفحہ ۷　[۴] ملہم تاریخ صفحہ ۴　[۵] افادۂ تاریخ صفحہ ۴　[۶] غرائب الجمل صفحہ ۸۰

(م ۱۳۴۳ھ ۲۴۔۱۹۲۳ء) میر مہدی حسین[۱] رضوی الم (ولادت ۱۲۸۳ھ) حکیم میر نادر علی رعد حیدر آبادی[۲] (م ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء) سید مسعود حسن مسعود[۳] (ولادت ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء) طائس ولیم بیل[۴] مشفق رضوی عماد پوری[۵] نیز ڈاکٹر قیام الدین[۶] اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری[۷] وغیرہ کا متفقہ خیال ہے کہ حساب جمل کا تمام تر دارومدار مکتوبی حروف پر مبنی ہے نہ ملفوظی حروف پر۔ علامہ نجم الغنی نجمی نے اس سلسلہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے بڑی صائب رائے دی ہے۔

"حروف مکتوبی کی قید اس لئے ہے کہ جو حروف لکھنے میں نہیں آتے ان کے عدد محسوب نہیں ہوتے اور جو لکھے جاتے ہیں اگرچہ پڑھے نہ جاویں، عدد ان کے لئے جاتے ہیں۔"[۸]

اکابرین اساتذۂ فن کی اس متفق علیہ رائے کے پیش نظر یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ تاریخ گوئی علم عروض کے برخلاف تلفظ کو نہیں بلکہ کتابت کو اعتبار حاصل ہے۔ اس بات کو فن تاریخ گوئی میں بنیادی اصول تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس بنیادی قاعدہ کی خلاف ورزی بھی عام رہی ہے۔ اس کا اندازہ مذکورہ بالا متنازعہ فیہ حروف کے بارے میں ذیل کی تصریحات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

---

[۱] گلبن تاریخ صفحہ ۵ [۲] مرأت الخیال (گنجینۂ تاریخ) [۳] عندلیب تواریخ صفحہ ۳۲۔۳۳ [۴] مفتاح التواریخ دیباچہ صفحہ ۳ [۵] گنجینہ تاریخ صفحہ ۴۔۵ [۶] "CORPUS OF ARABIC & PERSIAN INSCRIPTIONS OF BIHAR".P.373 صفحہ ضمیمہ ۱

[۷] فن تاریخ گوئی صفحہ ۱۲۔ ڈاکٹر قیام صاحب (م ۲۷ر اگست ۱۹۹۸ء) لکھتے ہیں کہ:

IN WORKING OUT THE DATES, THE VALUE OF EACH LETTER WRITTEN, WHETHER PRONOUNCED OR NOT, IS TO BE CALCULATED. FOR EXAMPLE THE SECOND "ا" IN THE WORD "ادخلوا" IS NOT PRONOUNCED BUT ITS VALUE IS TAKEN IN TO ACCOUNT ON THE OTHER HAND, THE LETTERS WHICH MAY BE PRONOUNCED, BUT ARE NOT WRITTEN SUCH AS THE SECOND "ا" IN "اسحٰق" ARE NOT TO BE TAKEN IN TO ACCOUNT IN WORDS SUCH AS "عیسیٰ" OR "مرتضیٰ" WHERE THE LAST LETTER IS "ی"(10) BUT IS PRONOUNCED AS "ا (1) THE NUMBER OF "ی" NOT "1" WILL BE ADDED .P.373 APPENDIX 1-

[۸] بحر الفصاحت صفحہ ۹۱۵ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء۔

[redacted]

الف ممدودہ: اساتذۂ فن کے نزدیک پہلا اختلاف الف ممدودہ کے سلسلہ میں ہے۔ بالعموم اس کا ایک عدد لیا جاتا ہے۔ مگر حسب موقعہ وضرورت اس کے دو عدد بھی شمار کر لئے جاتے ہیں۔ بقول حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی (م ۷۵۷ھ) "مد" بے کار بھی ہے اور کار آمد بھی۔ ع

بے کارم و باکارم چوں مد بحساب اندر

(یعنی میں بیکار بھی ہوں اور کار آمد بھی جس طرح حساب کے اندر "مد") جن اساتذہ نے الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کرنا درست قرار دیا ہے ان کے نزدیک اس کی وجوہات یہ ہیں کہ:

(۱) عربی میں الف ممدودہ میں دو الف ہیں جیسے اٰمنوا، اٰل وغیرہ (۲) فن عروض میں بھی "آ" بروزن "فا" شمار ہوتا ہے (۳) فارسی لغات کی تمام تصنیفات میں حروف تہجی کے بیان میں الف ممدودہ اور الف مقصورہ کی فصلیں علاحدہ علاحدہ موجود ہیں اور (۴) الف ممدودہ پڑھنے میں دراز ہوتا ہے جیسے آمدن، آموختن، آوردن وغیرہ میں اس بابت سب سے زیادہ اصرار تسلیم سہسوانی کو ہے وہ لکھتے ہیں:

"الف ممدودہ میں دو الف ہیں اور دو ہی عدد لینا چاہیئے۔ مگر سو ہزار جھوٹے گواہوں کے سامنے ایک سچے گواہ کا قول کون باور کر سکتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ عوام قواعد سے ناآشنا ہیں اور فن تاریخ سے بے بہرہ اس لئے الف ممدودہ اور مقصورہ میں فرق نہیں کر سکتے۔"[۱] اس سے ذرا پہلے وہ (تسلیم) نواب حسین علی خاں اثر کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"جو لوگ ناواقف ہیں الف مقصورہ والف ممدودہ میں فرق نہیں کرتے۔"[۲] شہزادہ اورنگ زیب کے قطعۂ ولادت سے استناد حاصل کرتے ہیں کہ "ابو طالب کلیم ہمدانی نے الف ممدودہ کے دو عدد قرار دیئے ہیں اور یہی طریقہ اچھا ہے۔

چوں بدیں مژدہ آفتاب انداخت — افسر خویش بر ہوا چو حباب
طبع دریافت سال تاریخش — زد رقم آفتاب عالمتاب

(۱۰۲۸ھ) کذا ۱۰۲۹ھ

اس مادّہ میں بقاعدہ مرقومہ بالا ایک عدد زیادہ تھا۔ شاعر نے آفتاب افسر خویش انداخت سے

---

۱ و ۲ ملہم تاریخ صفحہ ۳۷

اشارہ کیا کہ مد الف جو علامت ممدودہ ہے گرا دیا پس ایک ہزار ستائیس باقی رہے ہیں[۳] (کذا ایک ہزار اٹھائیس باقی رہتے ہیں) صاحب فرہنگ آصفیہ بھی کلیم کے مذکورہ مادہ ولادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مد در حقیقت الف مقصورہ اور ہمزہ سے مرکب ہے۔ پس اس کے دو عدد کیوں نہ مانے جائیں۔ چنانچہ مرزا طالب کلیم نے اسی پر عمل کر کے عالمگیر کے پیدا ہونے کی تاریخ میں "آفتاب" کے الف ممدودہ کو دو الف (شمار) کر تخرجہ کیا ہے۔"[۱]

کلیم کے مادہ کے سلسلہ میں متذکرہ بالا بیانات میں دو سقم ہیں اول یہ کہ ہمزہ حروف ابجد میں شامل نہیں بقول داغ: یہ حرف ہمزہ وہ ہے کہ جس کا عدد نہیں۔[۲] دوسرے کلیم ہمدانی نے ولادت اورنگ زیب کے مادہ میں لفظ "آفتاب" کے الف ممدودہ کا صرف ایک عدد ہی اخذ کیا ہے۔ "آفتاب عالمتاب" کے اعداد کا میزان ۴۸۴+۵۴۴=۱۰۲۸ ہوتا ہے اور مصرع مادہ سے قبل تیسرے مصرع: "افسر خویش بر ہوا چو حباب" میں ایک عدد کا تخرجہ پوشیدہ ہے۔ بایں سبب ۱۰۲۸-۱=۱۰۲۷ھ برآمد ہوتے ہیں جو شہزادہ کا سال ولادت ہجری ہے[۳] دونوں حضرات سے میزان میں سہو ہوا ہے۔ ممدودہ کے دو عدد لینے پر ۱۰۲۹ حاصل ہوں گے اور ایک عدد کا تخرجہ کرنے پر ۱۰۲۸ھ اور شہزادہ کی ولادت کا یہ سنہ تاریخی حقائق سے ثابت نہیں۔[۴] ملا مرشد یزدی (م ۱۰۲۱ھ) کے مادۂ تاریخ سے بھی ۱۰۲۷ھ کی تائید ہوتی ہے۔

بگرفت جہاں پر تور خارش تاریخ ایں شد کہ "جہانگیر شدہ نسل جہانگیر"[۵] ۱۰۲۷ھ

علامہ آزاد بلگرامی نے کلیم کے مادۂ تاریخ ہی میں ایک عدد کے تخرجے کی صورت بتلائی ہے[۶] تسلیم سہسوانی نے ایک دوسرے مقام پر الف ممدودہ کے دو عدد شمار کرتے ہوئے اس کی صراحت بھی کر دی ہے۔

---

۱ فرہنگ آصفیہ ۱: ۸۵ کالم ۲ ۲ نقوش لاہور خطوط نمبر ۲: ۳۹۸ طبع اول اپریل، مئی ۱۹۶۸ء مکتوب نوح ناروی۔
۳ ملاحظہ ہو مآثر جہانگیری از خواجہ کامگار حسینی صفحہ ۵۱۵ مع مقدمہ و حواشی و تعلیقات (؟) از عذرا علوی چھاپ ہند ایشیا پبلشنگ ہاؤس ممبئی ۱۹۷۸ء نیز اقبال نامہ جہانگیری از معتمد خاں بخشی صفحہ ۱۲۷ بتصحیح مولانا محمد رفیع فاضل دیوبند۔ پبلشر رام دیال اگروال، آگرہ سنہ طباعت درج نہیں۔
۴ برائے تفصیل دیکھیے مقالہ "شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا سنہ ولادت اور قطعۂ تاریخ ابو طالب کلیم" از عبد الرؤف خاں مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت ماہ مارچ ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۹۹ تا ۲۱۳
۵ دیکھیے مہر نیمروز خاقانی از نواب سید محمد جعفر علی خاں صفحہ ۲ مطبوعہ ریاض المومنین پریس کاظمین لکھنؤ جنوری ۱۹۲۱ء
۶ خزانۂ عامرہ صفحہ ۳۹۵۔۳۹۶ مطبوعہ ۱۹۰۰ء مطبع نول کشور کانپور

بممدودہ تسلیم گفتم بسال کہ "آمد بصورت کدہ نقشبند" [1]

اس مادہ سے مع ممدودہ ۱۲۷۹ھ مستخرج ہوتے ہیں لیکن بقول تسلیم ممدودہ کے دو عدد محسوب کرنے کا ہی اگر قاعدہ ہے تو ان کو تصریح کی کیا ضرورت تھی۔ اس سلسلہ کیپٹن منظور حسن لکھتے ہیں کہ "تسلیم خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ پہلے الف ممدودہ کے دو عدد لیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں تحقیق سے ان پر واضح ہوا کہ ایک عدد ہی لینا صحیح ہے۔" [2] یہی سبب ہے کہ تسلیم اپنی تصنیف ہم عدد لغت "عدد التاریخ" معروف بہ "زنبیل تاریخی" جو "تخلص تسلیم" سے بیس سال بعد (۱۳۲۰ھ) شائع ہوئی۔ میں الف ممدودہ سے شروع ہونے والے تمام الفاظ میں ممدودہ کا صرف ایک عدد ہی شمار میں لیا ہے مثلاً آب (۳) آگ (۲۱) آفاق (۱۸۲) آشیاں (۳۶۲) آسائش (۳۷۲) آفتاب (۴۸۴) آثار (۷۰۲) اور آغاز (۱۰۰۲) عدد کے تحت [3] دراصل کلیم ہمدانی (م ۱۰۶۱ھ) نے اورنگ زیب کی ولادت کے مادۂ تاریخ میں نہیں بلکہ شہزادہ شجاع کی تاریخ تزویج (شادی) کے مادہ:

"مہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد" [4] ۱۰۴۳ھ

میں الف ممدودہ کے دو عدد حساب میں لئے ہیں لیکن تاوقتیکہ شہزادہ کی شادی کا سال معلوم نہ ہو کوئی ماہر فن اس مادہ سے مطلوبہ سال بر آمد نہیں کرسکتا۔ اہل شگون واقعہ شادی کی تاریخ میں تدخلہ پسند کرتے ہیں [5] لیکن کلیم کے اس قطعہ میں تدخلہ کا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔

الف ممدودہ کے دو عدد اخذ کرنے کی ایک اور مثال مشہور خطاط آقا عبدالرشید دیلمی شاہجہانی اور مرزا محمد علی بیگ صائب کے مادہ وفات میں ملتی ہے۔ دونوں کا انتقال ۱۰۸۱ھ میں ہوا تھا۔ صاحب کے شاگرد سعیدائے اشرف نے شہزادی زیب النساء کی فرمائش پر ۲۰ اشعار پر مشتمل مرثیہ کہا۔ جس کا تاریخی شعر ہے۔

گفتم از ارشاد پیر عقل در تاریخ آں بود باہم مردن آقا رشید و صائبا [6] ۱۰۸۱ھ

---

[1] ملہم تاریخ صفحہ ۳۸ [2] فن تاریخ گوئی صفحہ ۱۳ [3] دیکھئے زنبیل تاریخی میں اعداد کے تحت مختلف صفحات، مطبع نیر اعظم مراد آباد ۱۳۲۰ھ

[4] برائے مکمل قطعہ ملاحظہ ہو بزم تیموریہ ۲:۱۷۸ مصنفہ سید صباح الدین عبدالرحمن، اعظم گڑھ ۱۹۸۴ء

[5] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸:۱۷۸

[6] صحیفۂ خوشنویساں از مولوی احترام الدین شاغل عثمانی صفحہ ۱۵۲، ترقی اردو بیورو، اکتوبر، دسمبر ۱۹۸۷ء

مادہ کے لفظ 'آقا' میں الف ممدودہ کے دو عدد لیکر تاریخ مکمل کی گئی ہے لیکن دو عدد شمار کرنے کا کوئی اشارہ نہیں۔ اس صورت میں مادہ مغالطہ کو دعوت دیتا رہے گا۔ اگرچہ یہ سانحہ ۱۰۸۱ھ ہی کا ہے۔ جیسا کہ صائب کی وفات سے متعلق ایک دوسرے مادہ سے اس کی توثیق ہوتی ہے:

"صائب وفات یافت" [۱] ۱۰۸۱ھ

عبدالکریم سوز ابن صہبائی نے استاد ذوق کی رحلت (۱۲۷۱ھ) پر ۲۴۹ شعر کا ایک مرثیہ کہا، جس میں تقریباً چالیس تاریخیں بھی ہیں۔ اس مرثیہ کا ایک تاریخی شعر ہے:

اوسنے سنکریوں کہا سو حسرتوں سے ہائے ہائے

"خانہ فردوس میں یوں وہ اب آسودا ہوا" [۲] ۱۲۷۱ھ

اس مادہ میں لفظ "آسودا" کے الف ممدودہ اخذ کرتے ہوئے تاریخ مکمل کی گئی ہے۔ لیکن واقعہ مشہور و معروف مثلاً موت وغیرہ کی تاریخ میں ایک عدد کی کمی کو بھی بعض نے جائز رکھا ہے جیسا کہ اہل شگون رحلت کے باب میں ایک عدد کے تخرجہ یا کمی کو اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن تاریخ گوئی میں شگون سند نہیں ہو سکتا۔ الف ممدودہ کے دو عدد لینا محض ضرورت تاریخ کا تقاضا اور تعمیہ (تدخلہ) سے بچنے کا سہل طریقہ ہے۔ سید نورالحسن خاں بلگرامی (م ۱۲۰۹ھ) کے انتقال کا مادہ بھی الف ممدودہ کے دو عدد حساب میں لینے کے بارے میں بہت مشہور ہے:

نوشت خامہ کہ "آغاز بود ماہ صیام" [۳] ۱۲۰۹ھ

اس مادہ میں الف آغاز کے دو عدد لئے گئے ہیں جو بقول مشفق رضوی عماد پوری، "یہ مشرب نہایت ضعیف اور ضرورت تاریخ اس کا منشا ہے۔ [۴] "حساب کی مد سے خارج ہے" اس فن کے مسلم الثبوت استاذ سید محمد علی جویا کہتے ہیں کہ "آمد میں دو الف ہیں" [۵] لیکن وہ الف ممدودہ والے الفاظ سے جس قدر تاریخیں بر آمد کرتے ہیں ان میں ممدودہ کا صرف ایک ایک عدد ہی شمار کیا مثلاً:

---

۱ لیکن علامہ غلام علی آزاد بلگرامی صائب کی وفات کا سنہ ۱۰۸۰ھ بتلاتے ہیں اور یہ مادہ لکھتے ہیں: "بلبل گلزار جنت صائب عالی کلام" ۱۰۸۰ھ دیکھیے مآثر الکرام دفتر ثانی صفحہ ۱۰۱

۲ گلستان سخن از مرزا قادر بخش صابر صفحہ ۲۲۵، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۱۹۸۲ء

۳ امیر اللغات صفحہ ۱۰ اکالم ۲ نیز مہذب اللغات ۱:۸۱۴ کالم ۱

۴ گنجینۂ تواریخ صفحہ ۵ ۵ خیابان تواریخ صفحہ ۷

"خوشی سے پڑھوں آج وہ مثنوی" ۱۸۷۰ء کہ غیرت میں ہم آپ ہو ماہ کی ۱۸۷۰ء

یا: "ہوا اب طلوع آفتاب ریاست" [۱] ۱۲۸۵ھ

مولانا نظامی کی تاریخ رحلت "فردوس آرام" (۵۹۲ھ) اور بادشاہ شاہ عالم کی وفات کا سال "ہادی آخرت" (۱۲۲۱ھ) سے برآمد کیا ہے۔ [۲]

میر نذر علی درد کاکوروی کی رائے ہے کہ: "الف ممدودہ کے دو عدد لینا بہتر ہے بلکہ اگر دو عدد لینے سے تاریخ نکلتی ہو تو دو عدد لیں اور اگر ایک عدد لینے سے تاریخ نکلتی ہے تو ایک عدد لیں تاکہ حتی الامکان تاریخ میں تعمیہ وغیرہ کا جھگڑا پیش نہ آئے کیونکہ اکثر صرف ایک عدد کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے تدخلہ یا تخرجہ کرنا پڑتا ہے۔" [۳]

درد صاحب کے بیان میں قطعیت نہیں اور اسے زیادہ سے زیادہ ایک ایسے قاعدے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جس میں "اصول" سے زیادہ "ضرورت" کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے اور قاعدہ کو سہولت کی خاطر قربان کر دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا حضرات کے برعکس دیگر اساتذہ و محققین کی آرا بھی یہاں پیش کرنا مناسب ہوگا۔ مولانا نجم الدین حسن افضل مدراسی الف ممدودہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "حرف ہمزہ عربی، فارسی، ترکی اور ہندی (مراد اردو) زبان میں جب کبھی کلمے کے درمیان الف سے پہلے واقع ہو اور کتابت میں نہ آئے تو اس کی علامت عربی اور ترکی میں کھڑے زبر کی طرح چھوٹے الف کی صورت الف کے اوپر لکھتے ہیں جیسے اَبا، اُدم اور فارسی اور ہندی (اردو) میں ایک چھوٹا سا میڑھا خط جسے مد کہتے ہیں اس الف کے اوپر جسے ممدودہ کہتے ہیں، لکھ دیتے ہیں، جیسے 'آباد اور آزاد اور آمدن، اور ایسا ہمزہ جو کوئی حرف ہی نہ ہو حساب جمل میں محسوب نہیں ہوتا۔ [۴]

مولانا غلام علی آزاد بلگرامی بھی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد شمار کرنے کا حکم صادر کرتے ہیں۔ [۵] ولا مدراسی [۶] اور جلال لکھنوی [۷] کی بھی یہی رائے ہے کہ الف ممدودہ کا ایک ہی عدد حساب میں لینا چاہئے۔ نواب سید محمد جعفر علی خاں شمس آبادی کہتے ہیں کہ "ملحوظ خاطر رہے کہ

---

۱ خیابانِ تواریخ صفحہ ۱۱۰ و ۲۷ ۲ ایضاً صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۶

۳ مقالہ "فن تاریخ گوئی" مشمولہ شاعر آگرہ جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۵

۴ و ۵ بحوالہ غرائب الجمل صفحہ ۸۳ ۶ ایضاً صفحہ ۸۲ و ۸۳

۷ افادۂ تاریخ صفحہ ۹

متاخرین الف ممدودہ کا ایک عدد لیتے ہیں اور یہ نحیف بھی اسی پر عامل ہے۔" ۱ ذیل میں ایسی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں جن میں زیر بحث حرف کے استعمال میں ایک عدد ہی گنتی میں لیا گیا ہے۔

شیر شاہ سوری (م ۹۵۲ھ) کا مادۂ وفات میر عزیز اللہ قزوینی نے ع

گفت تاریخ او "ز آتش مرد" ۲

سے بر آمد کیا جس میں ممدودہ کا ایک عدد شمار کیا گیا ہے۔ شہزادہ سلیم کی ولادت (۹۷۷ھ) کے موقعہ جشن پر خواجہ حسن ثنائی مروی (م بعد از ۹۷۹ھ) نے صنعت ترصیع میں ایک طویل قصیدہ کہا جس کے تمام اشعار کے مصاریع اولیٰ سے اکبر کا سال جلوس ۹۶۳ھ اور ثانی مصرعوں سے شہزادہ سلیم کی ولادت کا سال نکلتا ہے جس کے کئی اشعار میں الف ممدودہ والے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اور ہر جگہ ایک عدد ہی اخذ کیا ہے۔ یہاں صرف ایک مثال ملاحظہ کیجئے:

"طائر از آشیان جاہ وجود آمد فرود" ۹۶۳ھ

"کوکبے از اوج عزوناز گردید آشکار" ۳ ۹۷۷ھ

اس شعر میں وارد "آشیاں، آمد اور آشکار" کے ممدودہ کا ایک عدد حساب میں لیتے ہوئے مطلوبہ سال بر آمد کیا ہے۔ جس طرح خواجہ حسین مروی نے صنعت ترصیع میں قصیدہ کہا، اسی طرح شہزادہ مراد ابن اکبر کی پیدائش پر قاسم ارسلاں متوفی ۹۹۵ھ نے اسی صنعت میں تاریخ کہی جن کے پہلے مصرع سے سلیم اور دوسرے سے مراد کا سال تولد پیدا ہوتا ہے۔

"آں دوم فرزند اکبر بادشاہ آیتے نازل شدہ از آسماں ۴

۹۷۷ھ ۹۷۸ھ

یہاں بھی ممدودہ کا ایک ایک عدد (آیتے، آسماں) ہی اخذ کیا گیا ہے واضح ہو کہ ملا عبدالقادر بداؤنی (م ھ) کہتے ہیں کہ وہ (قاسم ارسلاں) تاریخ گوئی میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا (در یافتن عدیل نہ داشت) ۵ شہزادہ سلیم کی شادی (۹۹۳ھ) کے موقع پر فیضی نے تاریخ کہی۔ جس کے ہر مصرع سے سال بر آمد ہو رہا ہے:

---

۱ مہر نیمروز خاقانی صفحہ ۲ ۲ تاریخ داؤدی از عبداللہ صفحہ ۱۵۹

۳ مآثر جہانگیری صفحہ ۵ ۴ دربار اکبری از محمد حسین آزاد صفحہ ۵۵۳ طبع لاہور

۵ منتخب التواریخ جلد سوم صفحہ ۱۸۷ مصنفہ ملا عبدالقادر بداؤنی بتصحیح مولوی احمد علی کالج پریس کلکتہ طبع شدہ ۱۸۶۹ء

"زیر پروردنِ آفتابِ دول" ۹۹۳ھ

"قرائنے شدہ ماہ وناہید را" [۱] ۹۹۳ھ

جب شہزادہ شہریار کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی تو خود شہزادہ نے تاریخی رباعی کہی، جس کا حاملِ تاریخ مصرع ہے:

بگو کور شد دیدۂ آفتاب [۲] ۱۰۳۷ھ

غالب کی وفات پر بال مکند بے صبر نے جو قطعہ کہا اس کا تاریخی شعر ہے:

پرسید از دل سن رحلتش بنالید و گفت: آہ غالب بمرد [۳] ۱۲۸۵ھ

مذکورہ تاریخوں میں "آفتاب اور آہ" میں ممدودہ کا ایک عدد شاملِ تاریخ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں کہ "آب، آم، آگ" وغیرہ کے شروع کا الف، مد کے ساتھ آیا ہے۔ یعنی ممدودہ ہے اور تلفظ میں بھی مکرر آتا ہے مگر چونکہ دوبار نہیں لکھا جاتا، اس لئے صرف ایک الف شمار ہوگا۔ [۴] ان تمام مثالوں سے واضح ہوگا کہ الف ممدودہ کے عدد کے متعلق شدید اختلاف رائے ہے۔ مگر ترجیح ایک عدد کو ہے۔

(۲) **الف مقصورہ:** یہ وہ الف ہوتا ہے جو یائے مجہول یا معروف پر ختم ہونے والے الفاظ کی "یا" (ے، ی) پر بنا دیا جاتا ہے۔ جسے الف خنجری بھی کہتے ہیں جو مکتوبی نہ ہوکر محض ملفوظی ہوتا ہے اور چونکہ تاریخ گوئی کی بنا کتابت پر ہے اس لئے عیسیٰ، موسیٰ مصطفیٰ اور اس قبیل کے دیگر الفاظ میں "ی" کے عدد لئے جائیں گے کھڑے زبر (الف) کے نہیں۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کہتے ہیں کہ بعض الفاظ اردو میں ایسے نظر آئیں گے جن میں اگرچہ کوئی حرف کسی نہ کسی شکل میں اوپر یا نیچے یا شروع یا آخر میں مکتوب ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس کے اعداد شمار نہیں کئے جاتے وجہ یہ ہے کہ اردو میں تاریخ گوئی کی اساس عربی املا پر ہے۔ اور عربی الفاظ کے املا میں، اس قسم کے حروف بطور اصل شمار نہیں کئے جاتے اسی لئے عیسیٰ اور موسیٰ، سمٰوات وغیرہ کی "ی" پر جو الف لکھا گیا ہے وہ تاریخ گوئی میں محسوب نہ ہوگا۔" [۵] دیگر اساتذۂ فن نے بھی الف مقصورہ کو

---

[۱] اکبر نامہ جلد سوم صفحہ ۴۵۱

[۲] صبح گلشن مولفہ سید علی حسن خاں قنوجی صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ فیض شاہجہانی بھوپال شوال ۱۲۹۵ھ

[۳] غالب کا ایک مشاق شاگرد بال مکند بے صبر از کالی داس گپتا رضا صفحہ ۱۲ او ۴۶ ساکار پبلشرز پرائیویٹ لمیٹڈ ممبئی ۱۹۹۲ء

[۴] و [۵] فن تاریخ گوئی اور اس کی روایت صفحہ ۱۳

غیر محسوب تسلیم کیا ہے۔ البتہ لفظ "یحیٰ" میں اختلاف ہے کہ اس میں دو یا (ی) مانی جائیں یا تین چونکہ قرآنی املا تین "یا" (ی) کے ساتھ ہے۔ ۱؎ اس لئے اس کے ۳۸ عدد شمار کئے جائیں گے۔ چنانچہ بیشتر اساتذہ نے ۳۸ عدد ہی اخذ کئے۔ ۲؎ لیکن بعض مثلاً تسلیم سہسوانی اور میر نادر علی رعد نے اس لفظ کو ۲۸ عدد کے تحت لکھا ہے۔ ۳؎ حافظ الٰہی بخش شائق اور میر مہدی حسین رضوی الم ۲۸ اور ۳۸ عدد کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ۴؎ ان سے مختلف ابرار ہاشمی اور ڈاکٹر سید احمد کے نزدیک لفظ "یحیٰ" کے ۳۸ عدد ہوتے ہیں۔ ۵؎ اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لفظ "یحیٰ" کے آخر میں الف مقصورہ بصورت یائے تحتانی ہے جو کتابت میں رہتا ہے اور تلفظ میں بسبب اجتماع ساکنین گر جاتا ہے۔ اگر اسے ہم بشکل دو یا (یحیٰ) لکھیں گے تو "یحا" ہو گا نہ کہ "یحیا" کیوں کہ اس قسم کے الفاظ میں الف مقصورہ اپنے ماقبل حرف سے مل کر آواز دیتا ہے جیسے مرتضیٰ وغیرہ میں عہد جدید کے مسلم الثبوت تاریخ گو حضرات نے "یحیٰ" کے ۳۸ عدد ہی تسلیم کئے ہیں۔ ڈاکٹر مغیث الدین فریدی صاحب فرماتے ہیں کہ "یحیٰ کے ۳۸ عدد لئے جائیں گے یہ اساتذۂ تاریخ کا فیصلہ ہے" ڈاکٹر عبدالرب عرفان قدرے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح علیٰ یا عیسیٰ کا آخری حرف "ی" صرف الف مقصورہ کی آواز بن کر رہ گیا ہے اسی طرح "یحیٰ" لکھنے کی صورت میں بھی حرف "ی" الف مقصورہ کی آواز دیتا ہے (چنانچہ) اس لفظ کو "یحا" تو پڑھا جا سکتا ہے "یحیا" نہیں۔ یحیٰ میں تین (ی) ہیں۔ ۶؎ ان حضرات کو تاریخ گوئی کے اصول و ضوابط پر بھی عمیق بصیرت حاصل ہے۔ بہر حال اس لفظ (یحیٰ) کے عدد اخذ کرنے میں "مصحف عثمانی" کا املا ہی فیصلہ کن ہو سکتا ہے جس تک ہماری رسائی ممکن نہیں۔

۱؎ القرآن ۳:۳۹، ۶:۸۵، ۱۹:۷ و ۱۲ نیز ۲۱:۹۰

۲؎ دیکھئے مخبر الواصلین از مظہر الحق شاہجہانی (م ۱۲۰۶ھ) صفحہ ۳۵ مطبوعہ ۱۲۶۵ھ مطبع مصطفائی لکھنو، خزانۂ عامرہ از غلام علی آزاد بلگرامی صفحہ ۶۰۴ کنز تواریخ (مجلد تواریخ) از شاہ محمد غلام یحیٰ عظیم آبادی صفحہ ۸ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۸۲ء صحیفۂ خوش نویساں صفحہ ۸۶، گلبن تاریخ صفحہ ۶ ملہم تاریخ صفحہ ۵ نیز برائے تفصیل ملاحظہ ہو مضمون تاریخ گوئی میں لفظ یحیٰ کے عدد از عبدالرؤف خاں مشمولہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اپریل ۱۹۹۵ء صفحہ ۲۰۷

۳؎ زنبیل تاریخی صفحہ ۶ نیز مرأت الخیال صفحہ ۶

۴؎ آئینہ تواریخ (تحفۂ شائق) صفحہ ۸ تا ۱۳ مطبع انتظامی کانپور ۱۳۱۲ھ اور گلبن تاریخ صفحہ ۱۱

۵؎ فن تاریخ گوئی اور اس کی روایت صفحہ ۷۴ نیز لغات ابجد شماری ۱:۶۷۴

۶؎ دیکھئے بالترتیب مکتوب مورخہ ۲۹ ۶/۹۵ اور مکتوب مورخہ ۲۵ ۷/۹۵۔

۳۔کھڑا زبر: کھڑا زبر بعض عربی الفاظ کے درمیان میں لگایا جاتا ہے جیسے اسمٰعیل، رحمٰن، قمٰن وغیرہ میں ان الفاظ میں کھڑے زبر کا عدد شمار کیا جائے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں تسنیم سہوانی لکھتے ہیں کہ:

"کتب معتبرہ سے دریافت ہوا کہ الف اسحٰق بعد "حا" کے اور الف رحمٰن و سلیمٰن و اسمٰعیل و سمٰوات بعد میم کے محسوب نہیں ہوگا۔"[۱] اس قول کے مد نظر درج ذیل تاریخ ملاحظہ فرمائیں۔

ہاتفِ شامِ غریباں باد و چشم خوں فشاں

گفت "ابراہیم، اسمٰعیل را قرباں نمود" [۲] ۱۱۲۴ھ

لیکن ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ کھڑے زبر کو محسوب کیا گیا ہے۔ مثلاً خانِ دوراں نواب درگاہ خاں درگاہ نے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خاں کی شہادت کی تاریخ میں لفظ "رحمٰن" کے کھڑے زبر کو شامل تاریخ کیا ہے، تاریخی مصرع ہے:

"اولادِ علی شہید کردہ ایں جا۔ عبدالرحمٰن" ۱۱۷۱ھ

نواب درگاہ قلی ... لچھمی نارائن شفیق نے جب سراج اورنگ آبادی کی وفات کا قطعہ سنایا ... کا حاصل تاریخ مصرع ہے:

"... رو بر حمٰن نمود شاہِ سراج" ۱۱۷۷ھ

تو درگاہ قلی نے اعتراض کیا کہ "ایں الف (رحمٰن کا کھڑا الف) رانی تواں حساب کرد کہ ... قاعدہ جمل معتبر حروف مکتوبی است نہ ملفوظی عرض کردم کہ در تاریخ کہ آنجناب شہادتِ ... صمصام الدولہ شاہ نواز خاں مرحوم کہ در (۱۱۷۱ھ) از دست عبدالرحمٰن نامی واقع شد یافتہ ... الف رحمٰن محسوب نمی کنند یک عدد کم می شود۔"[۳] مزید مثالوں سے قطع نظر اس قبیل کے دوسرے الفاظ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ (باقی آئندہ)

---

۱ ... تاریخ صفحہ ۴۰

۲ ... ت السلاطین ترجمہ سیر المتاخرین از منشی گوکل پرشاد سری واستو ۲: ۳۴ مطبع نولکشور لکھنو ۱۸۸۲ء اس تاریخ کا ... ذوالفقار خاں (اصل نام محمد اسمٰعیل) ابن وزیر اعظم اورنگ زیب عالمگیر اسد خاں (اصل نام محمد ابراہیم) ... ۱۱۲۴ھ / ۱۰ر جنوری ۱۷۱۳ء کو جہاندار شاہ کے ساتھ شہنشاہ فرخ سیر کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اس ... نواب محمد ابراہیم اسد خاں نے یہ تاریخ خود کہی دونوں کے مختصر حالات کے لئے دیکھئے تذکرہ ... صفحہ ۱۰۱، ۱۰۷ مطبوعہ ۱۶۸۵ء نئی دہلی۔

۳ ... تذکرہ گل رعنا ورق ۲۵۵ الف مرتبہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی مکتبہ ... اردو بازار دہلی ۶